Al-Qawārīr - Vol: 03, Issue: 03, April – June. 2022

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

سیرتِ طیبہ ﷺ سے خواتین کی تفریحی سرگرمیوں کا جواز، حدود اور عصری اطلاقات

Sīrat e Tayyabah say Khawatīn ki Tafrīḥi Sargarmiyon ka Djawāz, Ḥudūd awr ʿaṣrī Iṭlāqāt

Shazia Muhammad Hussain*
PhD. Scholar Institute of Islamic Studies, university of The Punjab Lahore

ABSTRACT

As happiness and excitement is an essential part of human life, Islam, also provide equal opportunities to men and women. Islam has a balance attitude towards women to adapt and get involve in healthy, refreshing and lively things which can increase their mental and physical health or give them pleasure in any way. Every muslim girl and woman can participate both indoor or outdoor games and sports which can be carrying individual or collective way of amusements. Daily or weekly program of enjoyment can be made to make women healthy, satisfied and happy.There is a variety of recreational activities in the great character of Prophet Muhammad (PBUH) and His Honourable Wives. He, not only encourage but support His Wife Ayesha Siddiqa in her merrymaking doings. He also advised Muslim husbands to show supportive behavior to their wives in activities which could make them happy. In His great examples, it finds that in sports and physical exercises, muslim women must be respectful to their Religious's laws. They must not cross their limits. They avoide such entertaining projects which does lead them too impermissible. Because idol and time-wasting things are strongly prohibited in Islamic Law.

Keywords: *Prophet Muhammad (PBUH), Ayesha Siddiqa, Women*

تمہید

کھیل و تفریح انسان کی قلبی راحت وطمانیت دماغی وذہنی آسودگی کے ساتھ بدنی سکون اور چستی و تیزی کا باعث ہوتی ہے۔خوشی و خوش طبعی انسان کا فطری وجذباتی تقاضا اور جسمانی و روحانی ضرورت ہے۔انسانی تاریخ میں ہمیشہ سے علاقائی و ثقافتی کھیل، شعبدہ بازی، تفریحی رسوم ورواج اور جسمانی و ذہنی آزمائشوں کی اہمیت مسلّم رہی ہے۔دینِ اسلام نے بھی انسان کی صحت وسلامتی، جسمانی نشوونما کی ضامن اور اخلاقیات کی رعایت و محافظت کرنے والی متوازن تفریح کی حوصلہ افزائی کی ہے۔اسی لحاظ سے کارگاہِ حیات میں انسان کو عملی سرگرمیاں انجام دینے میں معاونت کرنے والے بامقصد کھیلوں کو مستحسن سمجھا جاتا رہاہے۔نہ صرف مردوں بلکہ ترجیحی بنیادوں پر خواتین کی جسمانی و روحانی فرحت وتازگی کے لیے خوشی وانبساط اور تفریح کے مواقع مہیا کیا جانا اسلامی تاریخ کے درخشاں پہلوؤں میں سے ہے۔

CC BY

دینِ اسلام کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے انسانی زندگی کے جملہ پہلوؤں کو مدِ نظر رکھ کر کلی اصول پیش کیے ہیں۔ عبادات، معاملات و معاشرت جیسے دینی و دنیوی مصالح کے ساتھ انسان کی فطری خواہشات اور جسم کے وقتی مطالبات پر قدغن نہیں لگائی بلکہ ان کو پورے اہتمام اور اشتیاق کے ساتھ بجالانے کے جامع قواعد وضوابط متعارف کروائے ہیں۔ اسی لحاظ سے انسان کے کھیل و تفریح کے شوق و جذبے کو اس انداز سے تسکین فراہم کرنے کا انتظام کیا گیا ہے کہ نہ ہی انسانی زندگی کا مرکز لہو و لعب بن کر رہ جائے اور نہ اتنی خشک و بے رنگ زندگی کہ راحت و خوشی اور فرحت و مسرت کا شائبہ تک نظر سے اوجھل ہو جائے۔ نعیم صدیقی لکھتے ہیں کہ جائز حدود میں تفریح کا انتخاب متوازن زندگی کی ضمانت ہے۔ مناسب تفریح کے بغیر زندگی بوجھ ہے اور جس نظامِ زندگی میں تفریح کی گنجائش نہ ملے وہ کسی معاشرہ میں قابلِ عمل نہیں رہتا۔[1] تقشف و رہبانیت اور گوشہ نشینی کی زندگی کبھی بھی اسلام کا منشاء نہیں رہی۔ نبیؐ موقع محل کی مناسبت سے خوش طبعی کو پسند فرماتے تھے۔ لہٰذا صحابہ کو نصیحت فرمائی: « فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا»[2] بے شک تمہارے جسم کا تم پر حق ہے۔ یہ ایک جامع نصیحت ہے۔ جس میں انسان کو اپنی ہر طرح کی جائز طبعی و جسمانی اور فطری خواہشات کو پورا کرنے کا حق دیا گیا ہے۔ اور یہ حق مرد و عورت کو یکساں بنیادوں پر دیا گیا ہے۔ سیرتِ نبویؐ سے عورتوں کے تفریحی حقوق کی متنوع مثالیں سامنے آتی ہیں۔

کھلاڑیوں کو دیکھ کر تفریح حاصل کرنا

اسوہء مبارکہ سے متعدد مواقع پر عورتوں کی حسِ لطیف کی افزائش کا بھی اہتمام کیا جانا ثابت ہے۔ خود نبی اکرمؐ نے خواتین کی فطری ناز کی کا لحاظ رکھتے ہوئے نہ صرف مناسب و موزوں تفریح کا انتظام کیا بلکہ اس کے لیے سازگار ماحول بھی فراہم کیا گیا۔ عید کے موقع پر آپؐ کا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کو کھیل دکھانا مسلمان خواتین کے لیے اس بات کا جواز مہیا کرتا ہے کہ وہ شرعی تقاضوں کو مدِ نظر رکھ کر ایسے کھیل دیکھ سکتی ہیں جن سے ان کے گناہ میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: «كَانَ الحَبَشُ يَلْعَبُونَ بِحِرَابِهِمْ، فَسَتَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَنْظُرُ،---»[3] حبشی برچھیوں سے کھیل رہے تھے تو رسول اللہ نے مجھے اوٹ میں لے لیا اور میں نے کھیل دیکھا۔

> جَاءَ حَبَشٌ يَزْفِنُونَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَضَعْتُ رَأْسِي عَلَى مَنْكِبِهِ، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ، حَتَّى كُنْتُ أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهِمْ»[4]
>
> عید کے دن حبشیوں نے مسجد میں جنگی کرتب (برچھیوں کے ساتھ رقص و کھیل) کا مظاہرہ کیا پس نبی اکرمؐ نے مجھے پکارا، تو مَیں نے آپؐ کے شانہ مبارک پر سر رکھ کر کھیل دیکھا حتیٰ کہ مَیں نے خود ہی ان کے کھیل سے نظریں ہٹالیں۔

یعنی نبی اکرمؐ نے خود بلا کر ام المؤمنین سے پوچھا کہ آیا وہ کھیل دیکھنا چاہتی ہیں۔ ان کے اثبات پر انہیں اپنی ذات سے پردے کے لیے اپنی آڑ مہیا کی اور جب تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جی نہیں بھر گیا انہیں دیکھنے سے منع نہیں کیا بلکہ کرتب دکھانے والوں کو مزید کھیل پیش کرنے پر ابھارتے[5] اور جوش دلاتے رہے۔ تاکہ لوگ جان لیں کہ دینِ اسلام نرمی و کشائش پر مبنی ضابطہ حیات ہے۔

لڑکیوں کا باہم کھیلنا

لڑکیاں اور خواتین اپنی عمر، دلچسپیوں اور مزاج کے اعتبار سے اپنی تفریحی محافل کا انعقاد کر سکتی ہیں۔ جہاں وہ باہمی دلچسپی کے کھیل ومشاغل سے مستفید ہوسکتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرمؐ کے گھر میں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھیں۔ خود ان کا بیان ہے: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ فِي بَيْتِهِ[6]۔ آپؐ کبھی ان کی تفریح پر برا نہیں مناتے تھے۔ ان کی سہیلیاں بھی ان کے ساتھ کھیلنے آیا کرتی تھیں۔ آپؐ کی تشریف آوری پر حضرت عائشہ کے ساتھ کھیلنے والی لڑکیاں چھپنے کی کوشش کرتیں تو آپؐ انہیں واپس اندر بھیج دیتے تاکہ حضرت عائشہ ان کے ساتھ کھیل میں شریک ہوسکیں۔«فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ، فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي»[7] چنانچہ فیض الباری میں مذکورہ گڑیاؤں کی ہیئیت کے بارے میں درج ہے: وکانت حقيقتها في القديم أنهم كانوا يأخذون ثوبًا[8] ماضی میں یہ کپڑے سے بنی ہوئی گڑیا تھی۔ آج بھی بچے اس طرح کے مختلف کھلونوں یعنی stuffed toys سے دل بہلاتے ہیں۔ اکثر چھوٹی بچیاں انہیں اپنے ہاتھوں سے بنالیتی ہیں۔ اس طرح کھیل کھیل میں بچیاں دستکاری کا ہنر بھی حاصل کرلیتی ہیں۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اسی قسم کے اور کھلونے بھی تھے جن میں پروں والا گھوڑا بھی شامل ہے[9]۔ یہ کھیل صرف بچیوں کے درمیان ہوتا تھا جیسا کہ ام المؤمنین کا فرمان ہے:«كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ فَرُبَّمَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي الْجَوَارِي، فَإِذَا دَخَلَ خَرَجْنَ، وَإِذَا خَرَجَ دَخَلْنَ»[10] میری سہیلیاں اور مَیں گڑیوں سے کھیل رہی ہوتیں جب آپؐ تشریف لاتے تو وہ باہر نکل جاتیں اور جب آپؐ حجرے سے تشریف لے جاتے وہ اندر آجاتیں۔

دف بجانا اور گیت گانا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ عید کے موقع پر نبی اکرمؐ گھر تشریف لائے تو ان کے پاس لڑکیاں بیٹھی یوم بُعاث (زمانہ جاہلیت میں انصار کے قبائل اوس وخزرج میں ہونے والی جنگ، جس میں اوس کو خزرج پر فتح حاصل ہوئی تھی) کے گیت گا رہی تھیں۔ آپؐ نے لیٹ کر ان کی جانب سے کروٹ لے لی۔ اسی اثناء میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے متعجب ہوکر حضرت عائشہ کو یہ کہہ کر منع فرمایا کہ موسیقی کے شیطانی آلات نبی اکرمؐ کے گھر میں! اس پر آپؐ حضرت ابو بکر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:«دَعْهُمَا»[11] انہیں گانے دو! چونکہ عید اسلام میں خوشی ومسرت کا تہوار ہے۔ گانے والی آوازیں نابالغ بچیوں کی تھیں اور گیت کے الفاظ بھی فتح وکامرانی کی یاد تازہ کرنے والے تھے۔ جذبات میں ہیجان برپا کرنے والے الفاظ وانداز کا شائبہ تک نہیں تھا۔ اسی واقعہ کو دوسری جگہ بیان کیا گیا ہے جہاں نبی اکرمؐ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا:«يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا، وَهَذَا عِيدُنَا»[12] اے ابو بکر! بے شک ہر قوم کی عید یعنی خوشی کا دن ہوتا ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

شادی بیاہ اور اہم سماجی رسوم کے مواقع پر خواتین ہیجان انگیز اور شہوت کو ابھارنے والے لغو گانوں سے ہٹ کر ماضی کی کسی فتح یا اہم واقعہ کی پر مسرت یاد یا پھر ثقافتی وعلاقائی نمائندگی پر مبنی گیت اور ترانے گا کر اور روایتی آلاتِ موسیقی جیسے دف بجا کر راحت ومسرت حاصل کر سکتی ہیں۔ جیسا کہ ایک

شادی کے انجام پانے کے وقت نبی اکرمؐ نے خواتین کو خوشی منانے اور نکاح کا اعلان [13] کرنے کی ترغیب دی۔ صحابیہ کے نکاح میں گانے والیوں کے الفاظ بدر [14] کے دن شہید ہونے والے ان کے آباء کے بارے میں تھے۔ ایک شادی کے موقع پر رسولؐ اللہ نے خود خوشی کے گیت گانے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ تم نے دف بجانے کا انتظام کیوں نہیں کیا جس میں یہ کہا جاتا: «أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ» [15] ہم تمہارے پاس آئے ہم تمہارے پاس آئے پس سلامتی ہو ہم پر اور سلامتی ہو تم پر۔

محسنِ انسانیت ﷺ کے مصنف لکھتے ہیں:

> تفریحی مشاغل میں گناہ اور تعیّش کا امکان کھلا رہتا ہے۔ آپؐ نے اس کا خاتمہ کیا ہے۔ عرب محافل میں آلاتِ موسیقی کا رواج عام تھا۔ مگر آپؐ نے صرف دف کا ذکر کیا۔ گانے کے مضمون میں معیوب الفاظ وکلمات نہیں۔ کسی گویّے یا مغنّیہ کی آواز نہیں نہ ہی گانے والا طائفہ ہے۔ چھوٹی بچیاں لوگوں کو محظوظ کرنے والی تھیں۔ یہ استثنائی صورتیں ہیں۔ انتہا پسند لوگ ان سے مطلب کے نظریات اخذ کر لیتے ہیں۔" [16]

السماع إذا لم يكن بالآلات المطربة المحرمة [17] ایسا گانا سننا جائز ہے جس میں ممنوعہ شیطانی آلات موسیقی نہ ہوں۔ کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ" میں مذکور ہے کہ ایسا ساز اور دف بجانا جس میں خلافِ آداب بات نہ ہو اس کی بلا کراہت اجازت ہے۔ اگر اس میں کسی فحاشی وبے ہودگی کی ملاوٹ نہ کی جائے (جس طرح آج کل خواتین آرائش کر کے ستر وحجاب کی پروا کیے بغیر اجنبیوں کے سامنے خوشی مناتی ہیں) اگر ایسی باتوں پر مشتمل ہو تو حرام ہے۔ [18] ابنِ حجر کہتے ہیں کہ شادی کے موقع پر دف بجانے سے موسیقی کے تمام آلات کی مطلق اباحت ثابت نہیں ہوتی۔۔۔ یہ حدیث خوشی کے مواقع پر گھر والوں پر شرعی وسعت کی دلیل ہے۔۔۔ عیدین کے موقع پر خوشی کا مظاہرہ کرنا شعارِ دین میں سے ہے۔۔۔ ان (نصوص) میں عورتوں کے ساتھ نرمی ومؤدت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ [19]

ادبی محافل سجانا

تفریحی مواقع میں سے ایک باہم گپ شپ وقصہ خوانی کی محافل سجانا بھی ہے۔ ایک موقع پر حضرت عائشہ نے گیارہ سہیلیوں کی داستان سنائی تو آپؐ نے ان سب میں سے مثالی شوہر کا نام لے کر فرمایا: «كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ» [20] میں تمہارے لیے ایسا (شوہر) ہوں جیسا کہ ابوزرع (اپنی بیوی) امِ زرع کے لیے۔ دل کو خوش کرنے والی باتوں میں سے ایک شعری وادبی حس کی تسکین بھی ہے۔ شعر گوئی کی خواہشمند خواتین اپنی ہمجولیوں کو اپنے کلام سے محظوظ کر سکتی ہیں۔ عرب شاعری میں اپنی مثال آپ تھے۔ خود نبی اکرمؐ شاعر صحابہ سے فرمائش کر کے شعر سنا کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک موقع پر نبی اکرمؐ کا ارشادِ مبارک ہے: «أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ كَلِمَةُ لَبِيدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ---» [21] شاعروں میں سب سے سچی بات لبید کا کلام ہے کہ جان لو! اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ ہر چیز باطل ہے۔

واضح ہوا کہ جھوٹ اور شیطانی خیالات پر مشتمل شاعری یا عشقِ مجازی کی داستانوں سے قطع نظر ابدی حقائق اور آفاقی صداقتیں انسان کے دل کو زیادہ مسحور کرتی ہیں۔

میاں بیوی کا باہمی تفریح و دل لگی کرنا

شادی شدہ عورت کے لیے ذہنی وجسمانی خوشی کی ضرورت اس لحاظ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ شوہر کے گھر کی نگران ہے۔اس کی ذمہ داریوں میں تنوع ہے اور اس کو بیرونِ خانہ سرگرمیوں میں شمولیت کے مواقع محدود طور پر میسر ہوتے ہیں۔ایسی صورت میں لازم ہے کہ گھر میں اس کے لیے دل بستگی کا انتظام کیا جائے۔ہنسی مذاق اور ہلکے پھلکے کھیل سے بیوی کا دل بہلانا شوہر کی شرعی واخلاقی ذمہ داری ہے۔شوہر کا بیوی کے ساتھ کھیلنا حق [22] ۔سیرتِ نبوی میں بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کی کثیر روایات ملتی ہیں۔یہاں تک کہ جنگی اسفار میں جبکہ مسلمان دشمن سے مبارزت کے لیے نکلتے تھے تو ایسے کٹھن اور پریشان کن حالات میں بھی آپؐ ازواج مطہرات کے لیے تفریح طبع اور دل بستگی کے مواقع مہیا کرنا نہیں بھولتے تھے۔ایسے ہی ایک سفر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپؐ کی دوڑ بیوی کے ساتھ ملاطفت کی لازوال مثالوں میں سے ایک ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ قَالَتْ: فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ عَلَى رِجْلَيَّ، فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهُ فَسَبَقَنِي فَقَالَ: «هَذِهِ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ»[23]

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرمؐ کے ساتھ سفر میں دو مرتبہ دوڑ کی۔پہلی مرتبہ سیدہ عائشہ آگے نکل گئیں دوسری مرتبہ جبکہ وہ پہلے سے فربہ ہو چکی تھیں تو دوبارہ آپؐ نے ان کے ساتھ دوڑ میں مسابقت کی اور آپؐ آگے نکل گئے تو فرمایا یہ پہلے والی دوڑ کا بدلہ ہے۔

اس واقعہ کو لے کر بعض لوگوں کو عذر کا موقع ملا۔مگر مسند احمد کی صحیح روایت سے یہ عذر رفع ہو جاتا ہے۔مذکور ہے:فقال للناس: " تقدموا " فتقدموا، ثم قال لي: " تعالي حتى أسابقك"[24] کہ نبی پاکؐ نے لوگوں سے فرمایا تم جلدی چلو۔تو جب وہ آگے نکل تو پھر سیدہ عائشہ سے فرمایا آؤ مقابلہ کریں۔لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ زوجین کے درمیان کا معاملہ تھا جس کو کسی غیر محرم نے نہیں دیکھا۔بیوی کے ساتھ حسنِ معاشرت کی تلقین میں فرمانِ نبویؐ ہے:«وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا»[25] بے شک! تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔

عصری اطلاقات

اکثر وبیشتر منعقد کیے جانے والے کھیل اور تفریحی سرگرمیوں کا اولین وبنیادی مقصد کسی بھی صنف کے باہمی مقابلہ ومسابقت کے شوق وجذبہ کی تسکین ہونا چاہیے۔ایسا کھیل منتخب اور ترتیب دیا جائے جو عورت کو اس کی ذاتی وانفرادی حیثیت میں سستی و کاہلی کی جگہ چستی و تندہی مہیا کرنے کے ساتھ صحت و تندرستی میں اضافے کا باعث بنے۔وہ تفریح سے مستفید ہونے کے بعد پہلے سے زیادہ مستعدی اور ذہنی وجسمانی آمادگی سے بڑھ کر گہری دلچسپی کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں خوشی محسوس کریں۔

فرصت کا نعم البدل

تفریحی مشاغل کا صحیح وقت کسی شخص کو میسر فرصت کے اوقات پر منحصر ہے۔ضروریاتِ زندگی میں سے بچنے والے وقت میں متوازن تفریح سے انسان کی قوتِ مدافعت میں اضافہ ہوتا ہے۔اسے اعصابی تناؤ اور ذہنی تفکرات سے نجات حاصل ہوتی ہے۔دماغی و جسمانی صلاحیتوں کی نشوونما ہوتی ہے۔انفرادی کردار میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔اس کے اخلاق کی تعمیر و ترقی ہوتی ہے۔نفسیاتی تسکین مہیا ہوتی ہے۔فرصت اور صحت و سلامتی باہمی مضبوط تعلق ہے۔فرمانِ نبویؐ کے مطابق:« نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالفَرَاغُ»[26] صحت اور فرصت دو ایسی نعمتیں ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکے میں رہتے ہیں۔یہ حدیث عصرِ حاضر میں افراط و تفریط کی عمدہ مثال ہے۔یا تو فرصت کا درست استعمال نہ ہونے کی وجہ سے صحت گنوادی جاتی ہے یا تندرستی نہ ہونے کی وجہ سے فرصت سے مستفید ہونے کا موقع نہیں ملتا۔

خواتین کی تفریح کی صورتیں

ہر سکول اور تعلیمی ادارے میں لڑکیوں اور خواتین کی ذہنی وجسمانی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے لیے مختلف قسم کی ہم نصابی و غیر نصابی سرگرمیوں کو نمایاں اہمیت دی جاتی ہے۔جن میں کھیل کود کے علاوہ تفریح کے لاتعداد مواقع شامل ہیں۔جن میں ہفتہ وار، ماہانہ، سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ تقریبات وغیرہ شامل ہیں۔ان مواقع پر مذہبی اور قومی و ملّی تہواروں، امورِ خانہ داری کے مقابلوں، صوبائی وثقافتی نمائشوں، کتاب میلوں، مشاعروں اورادبی مقابلوں، مذاکروں، اہم شخصیات کے پیدائش واموات کے دنوں سمیت ان گنت انفرادی واجتماعی دلچسپی کے مشاغل کا اہتمام وانعقاد کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ گرل گائیڈ، نرسنگ، دستکاری اور گھریلو صنعت کے تربیتی ایام بھی منائے جاتے ہیں۔تفریح و کھیل کا انتخاب ہمیشہ شرعی حدود، ثقافتی و تمدنی وقار، خواتین کی تعلیم وتربیت، معاشی استحکام، سماجی ضروریات، جسمانی وطبعی نشوونما، روحانی سکون اور ذہنی فرحت کو مدِ نظر رکھ کر کیا جانا ضروری ہے۔تفریح انفرادی یا اجتماعی صورت میں، اندرونِ خانہ کسی دعوت و اجتماع کی شکل میں بھی ہوسکتی ہے۔یا پھر بیرونِ خانہ کسی صحت بخش سرگرمی کی صورت میں بھی۔خواتین کی تفریح و کھیل کے اہم پہلو کچھ اس طرح سے ہوسکتے ہیں:

کسی اہم موقع پر حاصل ہونے والی خوشی و مسرت کا اظہار مثلاً عیدین، شادی بیاہ یا معاشرتی رسوم ورواج، بچہ پیدا ہونے کی خوشی یا بچے کے پاس ہونے کی خوشی وغیرہ ☆روزمرہ معمولات اور ذمہ داریوں سے بچنے والے وقت کا درست استعمال اور یہ کھیل دن میں چند گھڑیوں پر مشتمل ہوسکتا ہے۔☆شب وروز کی بے ہنگم مصروفیات اور سخت معمولاتِ زندگی سے ہونے والی تھکن اور اکتاہٹ سے نجات کے لیے کوئی فرحت بخش منصوبہ ترتیب دینا۔یہ تفریح ہفتہ وار، ماہانہ بھی ہوسکتی ہے۔☆اسی طرح سالانہ اجتماعات و تقریبات بھی خواتین کی یادداشت پر اچھے اثرات مرتب کرتی ہیں۔

ان سب مواقع میں عورت کی جسمانی ساخت، اس کی فطری نازکی اور تخلیقی عمل سے گزرنا اس بات کا متقاضی ہے کہ عورتوں کے لیے ہلکی پھلکی تفریح کو ترتیب دیا جائے۔بھاری مشقوں اور مشکل مہارات سے گزارنے والے کھیل صنفِ نازک کو مشقت میں ڈال سکتے ہیں۔

قومی وبین الاقوامی مقابلہ جات میں خواتین کی شرکت

خواتین کی کھیلوں میں شرکت کو لے کر ایک نعرہ کافی حد تک رواج پا چکا ہے Sports For All ۔ مسلم دنیا میں اس نظریے میں کوئی ابہام نہیں پایا جاتا ہے کہ جسمانی راحت و قلبی مسرت پر مشتمل با مقصد اور متوازن تفریحی سرگرمیوں پر ہر مرد و خواتین کا یکساں حق ہے۔ جہاں تک Women's Sports Foundation کے ہدف all girls. all women. all sports. کا تعلق ہے اور ان کا یہ کہنا کہ:

> "We're building a future where every girl and woman can play, be active, and realize her full potential.We're building a movement of movement.Through research. Advocacy. Community impact. And partnerships. It's time to transform the game so that every girl woman can realize her power."[27]

انسانی مزاج اور خواہشات میں تنوع ہے۔ اس لحاظ سے یہ سوچ ہی کم فہمی پر مبنی ہے کہ ہر لڑکی اور ہر عورت کے لیے تفریح کا حصول کھیل کے میدان میں ہی ممکن ہے۔ حالیہ (آن لائن) جائزے کے مطابق دلچسپ حقائق سامنے آئے ہیں کہ اکثر لڑکیاں اور خواتین کھیل کے بجائے دوسرے ذرائع تفریح کو ترجیح دیتی ہیں۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ آپ کے نزدیک تفریح کا بہترین ذریعہ کیا ہے؟ تو 55.5% خواتین کا جواب تھا کہ وہ گھر کے اندر رہ کر کھیل کھیلنا پسند کرتی ہیں۔ 27.1% نے گھر کے باہر کھیلوں میں دلچسپی ظاہر کی جبکہ متعدد خواتین نے تفریح کے لیے مختلف خواہشات کا اظہار کیا جن میں سلائی، Painting، کتاب بینی، سیر و سیاحت وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کے نزدیک تفریح کا بہترین مرکز کیا ہے؟ کے جواب میں 75.9% نے گھر کے اندر رہ کر بچوں اور محرم مردوں کے ساتھ مل کر کھیل کو منتخب کیا۔ 16.7% نے پارک یا کھیل کے میدان میں جا کر تفریحی سرگرمی کا حصہ بننے کا اظہار کیا۔ ایک اور سوال، آپ کو موقع ملے تو کیا بننا پسند کریں گی؟ کے جواب میں دی گئی سرگرمیوں میں سے، ذہنی آزمائش میں حصہ لینے کو 41.9% لڑکیوں اور خواتین نے چنا۔ 31.5% نے اندرونِ خانہ روایتی کھیل (لڈو، ککلی، رسہ کودنا وغیرہ) کا انتخاب کیا۔ 17.8% نے قومی و بین الاقوامی کھیلوں میں شرکت کی خواہش ظاہر کی 7.6% نے اداکاری اور سوشل میڈیا پر سرگرمی کا حصہ بننا پسند کیا جبکہ چند خواتین اور لڑکیوں نے گانا گانے میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ (اس سروے میں 13 سے 55 سال کی خواتین اور لڑکیوں سے سوالات کیے گئے تھے)

اگرچہ پاکستانی خواتین متعدد کھیلوں مثلاً ہاکی، کرکٹ، تیراکی، سائیکلنگ، رسہ کشی و رسہ کودنا، ٹینس، سکواش، مارشل آرٹ، شطرنج اور ایتھلیٹ وغیرہ میں کامیابی کے جوہر دکھا چکی ہیں۔ تاہم خواتین کی تفریحی سرگرمیوں کو کھیل کے میدانوں اور مقابلہ جات کی حد میں محصور کر دینا ایک مخصوص طبقے کی ذاتی خواہش تو ہو سکتی ہے۔ ہر لڑکی اور خاتون کا خواب ہرگز نہیں ہو سکتا جیسا کہ "ویمن سپورٹس فاؤنڈیشن" کا منشور ہے۔

جہاں تک پیشہ ورانہ کھیلوں میں لڑکیوں کی شمولیت کا تعلق ہے تو اس میں بحیثیتِ عورت امتیازی سلوک سے بچانے کے لیے قانون سازی کروانے میں متعدد افراد و تنظیمیں سرگرمِ عمل ہیں۔ ایسی ہی ایک تنظیم کی رپورٹ بعنوان Discrimination against women and girls in sport

کے مطابق یورپی خواتین کو ابتدائی اور پیشہ ورانہ کھیلوں میں اکثر امتیازی سلوک کا سامنا ہے جن میں: نسل پرستی، جنسی تشدد، ہتک عزت، اعلیٰ سطحی کھیلوں تک نارسائی، مرد کھلاڑیوں کی نسبت تنخواہوں میں کمی، انعامی رقوم اور مراعات میں مردوں سے پیچھے رکھنے اور تاخیر سے ادائیگیوں کا معاملہ، امدادی رقوم کی دستیابی میں مشکلات، مقابلہ جاتی مشقوں میں عدم تعاون، نشرواشاعت اور حوصلہ افزائی میں کمی[28] جیسے کثیر مسائل کا سامنا ہے۔ یقیناً یہ ایک تشویشناک صورتِ حال ہے جو صنفِ نازک کو خوشی و مسرت کے بجائے مزید احساسِ کمتری اور جسمانی و نفسیاتی اذیت میں مبتلا کرنے کے مترادف ہے۔

دینی و دنیاوی مصالح کا تحفظ

اسلام میں مقاصدِ شریعہ کے تحت انسان کو ضروری، حاجی اور تحسینی اہداف کے پیشِ نظر زندگی کو خوب سے خوب تر بنانے کے اصول دیے گئے ہیں۔ بلاشبہ تفریح انسان کی زندگی کو سنوارنے میں اہمیت کی حامل ہے۔ "زندگی برائے کھیل" Life is for enjoyment کا نعرہ دینِ اسلام کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے۔ اسلامی شریعت میں تفریح کو مطلوب تو مانا گیا ہے مگر مقصود نہیں۔ تفریح یا کھیل کا جو بھی جائز طریقہ اختیار کیا جائے اس میں مقصدیت کو اساس بنایا جانا اہم ہے۔ کسی بھی قسم کے دینی، ثقافتی، وقتی، مالی، جانی ضرر سے ہمکنار کرنے والی تفریح سے کنارہ کشی میں انسانی بھلائی ہے۔ کوئی بھی کھیل انسان کے لیے نفع بخش نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں دنیا یا آخرت کے لحاظ سے کسی خیر و بھلائی کا حصول مدِ نظر نہ رکھا جائے۔ ابنِ عابدین کے مطابق: أنه إن قصد به التمرن والتقوي علی الشجاعة لا بأس به[29] اگر کھیل کا مقصد مشق و مہارت اور قوت و شجاعت حاصل کرنا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ سیر و سیاحت اور دوڑ و ورزش میں انسانی صحت کی افزائش و نشوونما کا پہلو اہم ہے۔ اس کے ساتھ ہی لڑکپن کے کھیل بچیوں کو امورِ خانہ داری سے آگاہی و دلچسپی مہیا کرتے ہیں۔ بعض بچیاں فرصت کے اوقات میں سلائی کڑھائی اور گھریلو صنعتی کاموں میں مشغولیت کو ترجیح دیتی ہیں۔ کمپیوٹر ٹیکنالوجی اور جدید آلاتِ علم میں مہارت حاصل کرنے کے شوق میں گھر والوں کی معاونت معاشرتی ترقی کے لیے مفید ہو سکتی ہے۔ آنحضورؐ کا ارشاد ہے:

« وَكُلُّ مَا يَلْهُو بِهِ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ، إِلَّا رَمْيَهُ بِقَوْسِهِ، وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتَهُ امْرَأَتَهُ، فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ»[30]

مسلمان کی مشاغل میں سے تین چیزیں: تیر اندازی، گھوڑے کی تربیت اور بیوی سے کھیلنا حق ہے۔

یعنی بامقصد کھیل شریعت میں مستحسن ہیں جن میں تفریح کا پہلو بھی نکلتا ہے اور نتائج کے اعتبار سے بھی مفید ہوتے ہیں۔ ماضی میں بھی عورتیں محلے کے کسی گھر کے بڑے صحن میں مل کر سوت کاتنے کا کام کرتی تھیں۔ یا سلائی کڑھائی، رنگائی اور بُنائی کے کاموں میں ایکدوسرے کو مدد دیتی اور لیتی تھیں۔ امورِ خانہ دانہ کے ان اجتماعی کاموں میں وہ خواتین تفریحاً حصہ لیتی تھیں۔ خاندان اور علاقے کی بزرگ اور عمر رسیدہ خواتین ان کو اپنے تجربے سے آگاہ کرنے کے لیے موجود رہتیں اور کم سِن بچیاں چھوٹے موٹے کاموں میں ہاتھ بٹانے میں خوشی محسوس کرتی اور اپنی ہم عمر بچیوں سے مسابقت

کرنے میں فخر وانبساط کا اظہار کرتی تھیں۔ ان سب کاموں میں ہاتھ چلانے کے ساتھ یہ خواتین گپ شپ اور ہنسی مذاق سے ایکدوسرے کا دل لبھانے میں بھی کردار ادا کرتی تھیں۔ اس کے علاوہ بچیوں کے کچھ کھیل جیسے آپو شاپو، ککلی، رسہ کودنا، چھپن چھپائی وغیرہ جسمانی ورزش کا کام بھی دیتے تھے۔ بعض کھیل ایسے بھی ہوسکتے ہیں جو بظاہر تو ضرر رساں اور غیر مفید نہیں ہوتے مگر مستقبل میں ان کے نتائج واثرات انہیں ضرر رساں بنا سکتے ہیں۔ بہر صورت کھیل یا تفریح کی ظاہری کیفیت اور وقت گزاری مقصود نہ ہو بلکہ اس سے حاصل ہونے والے دور رس نتائج اگر ہدفِ نگاہ رہیں گے تو یہ وقتی جذبہ بھی حاصلِ زندگی بن جائے گا۔

كل ما يعين على الحق من العلم والعمل إذا كان من الأمور المباحة، كالمسابقة بالرجل والخيل والإبل، والتمشية للتنزه على قصد تقوية البدن، وتطرية الدماغ[31]

ہر وہ کھیل جو علم اور عمل میں معاونت مہیا کرے، مثلاً آدمی، گھوڑے اور اونٹ کی دوڑ، اور جسمانی قوت یا دماغی تازگی حاصل کرنے کے لیے چہل قدمی وغیرہ بذاتِ خود جائز ومباح ہے۔

مولانا مودودی کے مطابق: جملہ شعبہ ءزندگی میں اسلامی تہذیب کے مقاصد دوسری تہذیبوں سے ممتاز ہیں۔ نفس کی بہت سی خواہشات ومیلانات جن کو اختیار کرنا دوسری تہذیبوں میں جائز ولازمی متصور کیا جاتا ہے۔ اسلام میں وہ ناجائز، مکروہ یا اکثر اوقات حرام قرار دیے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے مقصدِ زندگی سے مطابقت نہیں رکھتے تھے۔ قانونِ اسلام میں ذوقِ لطیف کی نشوونما ولطف اندوزی کی اس حد تک اجازت ہے جب تک کہ وہ اللہ کی رضا اور انسانی منصب میں معاون ہو۔ جب معاملہ اس کے برعکس ہو تو اسلام کراہت، عدم جواز وحرمت کے قرینے لاگو کر دیتا ہے۔[32]

اعتدال وتوازن

عیش ونشاط کا جذبہ زندگی کا جز تو ہوسکتا ہے مگر کُل نہیں۔ دینِ اسلام کی نمایاں خاصیت اور سیرتِ نبویؐ کے اولین اصولوں میں سے زندگی کے ہر گوشے میں اعتدال وتوازن اور میانہ روی اختیار کرنا ہے۔ دنیا میں مسلّمہ اصول ہے کہ کسی بھی مفید شئے کی زیادتی اور بے جا استعمال اس کو باعثِ نقصان بنا دیتا ہے۔ اتنا کھیل کہ وقت کا توازن بگڑ جائے۔ کبھی بھی قابلِ تحسین نہیں ہوسکتا۔ خوشی اور غم کے مواقع زندگی میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ دینِ اسلام نے ہر دو صورت میں اپنے پیروکاروں کے لیے اصول وقواعد کا جامع نظام مرتب کر دیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بڑا دکھ یا صدمہ پاکر انسان غم میں کھو کر رہ جائے یا انتہا کی راحت وفرحت ملنے پر اپنا مقام بھول کر آپے سے باہر ہو بیٹھے۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کتاب الاستیذان میں باب کا عنوان رکھا ہے کہ "**كل لهو باطل إذا شغله عن طاعة الله**" یعنی اطاعت الٰہی سے غافل کرنے والی ہر مشغولیت باطل ہے۔

إذا شغله أي شغل اللاهي به عن طاعة الله أي كمن النهي بشيء من الأشياء مطلقا سواء كان مأذونا في فعله أو منهيا عنه كمن اشتغل بصلاة نافلة أو بتلاوة أو ذكر أو تفكر في معاني القرآن مثلا حتى خرج وقت الصلاة

المفروضة عمدا فإنه يدخل تحت هذا الضابط وإذا كان هذا في الأشياء المرغب فيها المطلوب فعلها فكيف حال ما دونها[33]

جب کوئی مصروفیت انسان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غافل کردے یعنی کوئی شخص کسی جائز یا ناجائز فعل میں ایسا مشغول ہو کر کھو جائے کہ اسے اس کام کے علاوہ کسی چیز کا ہوش نہ رہے۔ جیسا کہ کوئی شخص نفل نماز، یا تلاوتِ قرآن، یا اذکار، یا قرآن کے ترجمے میں غور و فکر میں مشغول ہو جائے یہاں تک کہ جانتے ہوئے فرض نماز کا وقت نکل جائے۔ تو وہ بھی اسی اصول میں شامل ہے۔ جب مذکورہ ترغیب دلائی جانے والی مطلوب نفلی عبادات کا معاملہ ایسا ہے تو پھر ان کے علاوہ مشغولیات کا کیا ذکر!

معارف القرآن میں ہے: ایسا کھیل جس سے دینی و دنیوی لحاظ سے کوئی مفید پہلو نہ نکلتا ہو وہ مذموم و ممنوع ہے۔ اس کے علاوہ غلو سے اجتناب برتتے ہوئے جو کھیل ورزش اور جسمانی صحت کی حفاظت کے لیے یا تھکاوٹ دور کرنے کے لیے کھیلیں جائیں اور ان کو مشغلہ نہ بنا لیا جائے کہ ذمہ داریوں میں خلل انداز ہونے لگیں تو ایسے کھیل شرعی طور پر مباح سمجھے جاتے ہیں۔ اور اگر یہ دینی کاموں میں معاونت کے لیے اختیار کیے جائیں تو باعثِ ثواب ہیں۔[34] مؤثر منصوبہ بندی سے وقت کی متوازن تقسیم کے ذریعے جسمانی راحت کے ایسے مواقع تشکیل دیے جاسکتے ہیں۔ جو افراط و تفریط سے مبرا ہوں۔

حاصلِ کلام

مروجہ تفریحی مقاصد میں کھیل کو ایک پیشے کے طور پر لیا جاتا ہے۔ جہاں عوام الناس کو تفریح مہیا کرنے کے ہدف میں کھلاڑی (عورت) کی حیثیت ایک آلہء کار سے زیادہ کی نہیں رہ جاتی۔ خواتین کے عصری کھیلوں اور مروجہ بین الاقوامی مقابلوں میں عورت کی ذاتی تفریح و آسودگی اور ذہنی بالیدگی میں اضافے کے بجائے اس کی جسمانی نمائش، شہرت کی خواہش اور مادیت پرستی جیسے عناصر زیادہ کارفرما دکھائی دیتے ہیں۔ آزادیء نسواں کے نام نہاد علمبرداروں نے sports for all کا نعرہ بلند کیا۔ جس کے تحت مساوات مرد وزن کی دوڑ میں دینی و ثقافتی حدود پامالی کی حد تک نظر انداز کی جانے لگی ہیں۔ اس سے عورت کی انفرادی حیثیت مجروح ہو رہی ہے۔ حالانکہ عورت کی تفریحی سرگرمیوں میں اس کے ذاتی فطری حقوق کی رعایت از حد لازمی وضروری ہے۔ دوسری طرف عصرِ حاضر میں افراط و تفریط کا عنصر نمایاں ہے۔ زیادہ تر نوجوان لڑکیاں اور خواتین موبائل اور لیپ ٹاپ میں مشغولیت کو ترجیح دیتی ہیں۔ ورزش، دوڑ اور متعدد جسمانی سرگرمیوں کے ساتھ ہی بیرونِ خانہ تفریح کا رواج کم ہوتا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے انسانی صحت کو خطرات لاحق ہو چکے ہیں۔ بچیوں اور خواتین کے مزاج میں منفی تبدیلیاں سامنے آرہی ہیں۔ جن میں طرح طرح کی جسمانی و نفسیاتی بیماریوں کے ساتھ ساتھ اخلاقیات میں بھی زوال پیدا ہو رہا ہے۔ بلاشبہ تفریح کا اولین مقصد خواتین میں جذباتی خوشی و نشاط پیدا کرنا ہونا چاہیے تاہم معاشرے میں ایسے کھیل کو ترویج دیا جانا ضروری ہے جس میں خواتین کو فوری، سستی اور صحت افزاء تفریح مہیا ہو سکے۔ ایسی بامقصد تفریح جس کا دورانیہ مختصر مگر فوائد کثیر ہوں۔ جو دینی و دنیاوی فرائض سے غافل نہ کرے۔ جو اخلاقی قدروں کی محافظت کرنے والی ہو۔ جس میں صحت و سلامتی کے اصول کو بنیادی

اہمیت دی جائے۔اور جس کے نتائج واثرات میں کسی بھی قسم کا ذاتی ومعاشرتی حرج نہ ہو۔ایک اہم نکتے کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مردوں کے مروجہ کھیلوں میں ہی عورت کو مشغول کرنے کے بجائے اس کے طبعی مصالح کا ادراک کرتے ہوئے ایسے کھیلوں کا ایجاد وترتیب دیا جانا انتہائی ضروری ہے جو اس کی فطری نازکی کو بھی برقرار رکھیں اور اس کے نسوانی وقار کو بھی مجروح نہ کریں،شرعی حدود اور ثقافتی ومعاشرتی قدروں کی پامالی بھی نہ ہو۔دراصل یہی مساوات اور انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے کہ ہر دوصنف کی کامل انفرادیت کو قائم رکھتے ہوئے اس کے لیے تفریحی مشاغل کا انعقاد کیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1 نعیم صدیقی، **محسن انسانیت ﷺ**(لاہور:الفیصل ناشران وتاجران کتب،1999ء)119

Naʿīm ṣiddīqī, *Muḥsin e Insaniyat* (Lahore:alfaysal nashran w tadjran kutub,1999) p:119

2 البخاری، محمدبن اسماعیل ،صحیح البخاری(م ن:دارطوق النجاۃ،1422ھ)الرقم:5199

Albukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ albukhārī*(NP:dār tawq al-nnadjat,1422ad.) No:5199

3 البخاری، صحیح البخاری،الرقم:5190

Albukhārī, *Ṣaḥīḥ albukhārī*, No:5190

4 مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم(بیروت:داراحیاءالتراث العربی ،ل ت)الرقم:892

Muslim bin alḥadjdjāj alqashīrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (berūt:dār aḥyā al-tturāth ul-ʿarabī,ND) No:892

5 مسلم بن الحجاج،صحیح مسلم،الرقم:892

AyḍanMuslim bin Alḥadjdjādj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, No:892

6 مسلم بن الحجاج،صحیح مسلم ،الرقم:81

Muslim bin Alḥdjdjādj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, No:81

7 البخاری، صحیح البخاری،الرقم:6130

Albukhārī, *Ṣaḥīḥ albukhārī*, No:6130

8 محمدانورشاہ،فیض الباری علی صحیح البخاری(بیروت۔لبنان:دارالکتب العلمیۃ ،1426ھ) 6/158

Muḥammad anwar shāh,*Fayḍ ul-bārī ʿalā Ṣaḥīḥ albukhārī*(berūt-labnān: dār ul-kutub ul-ʿilmiyah, 1426ad) vol:6, p:158

9 ابوداؤدسلمان بن اشعث،سنن ابی داؤد(بیروت:المکتبۃ المصریۃ،صیدا ،ل ت) الرقم:4932

Abū dāūd, salmān bin ashʿath,*sunan abī dāūd*(berūt:almaktabatul miṣriyah, ṣayda, ND.) No:4932

10 ابوداؤد،سنن ابی داؤد،الرقم:4931

Abū Dāūd, *Sunan abī dāūd*, No:4931

11 البخاری،صحیح البخاری ،الرقم:949

Albukhārī, *Ṣaḥīḥ albukhārī*, No:949

[12] مسلم بن الحجاج،صحيح مسلم ،الرقم:892

Muslim bin Alḥadjdjādj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, No:892

[13] ابن ماجه، محمدبن يزيدالقزوينى،سنن ابن ماجه(م ن:داراحياءالكتب العربية، ل ت) الرقم:1895

Ibn e Mādjah, Muḥammad bin yazīd alqazwīnī,*Sunan ibn e Mādjah*(NP: dār aḥyā al-kutub ul-ʿarabiyah, ND) No:1895

[14] البخارى،صحيح البخارى ،الرقم:5147

Albukhārī, *Ṣaḥīḥ albukhārī*, No:5147

[15] ابن ماجه،سنن ابن ماجه ،الرقم:1900

Ibn e Mādjah, *Sunan ibn e mādjah*, No:1900

[16] نعیم صدیقی، محسن انسانیت ﷺ، ص:120

Naʿīm Ṣiddīqī, *Muhsin e Insaāniyat*, p:120

[17] الملا القارى،على بن محمد،مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح(بيروت-لبنان:دارالفكر، 1422هـ) 2503/6

Almullā Alqārī, Alī bin Muḥammad,*mirqāt ul mafātīḥ sharaḥ mishkāt ul maṣābīḥ*(berūt-labnān:dār ulfikar, 1422ad) vol:6, p:2503

[18] عبدالرحمٰن الجزيرى،كتاب الفقه على المذاهب الاربعه(بيروت-لبنان:داراحياءالتراث العربى ،ل ت) 9/4

Abd ur-Raḥmān aldjazīrī,*kitāb ulfiqh ʿalā-almadhahibul arbaʿah* (berūt-labnān:dār aḥyā at-turāth-ul-ʿarabī, ND) vol:4, p:9

[19] العسقلانى،احمدبن على بن حجر،فتح البارى شرح صحيح بخارى(بيروت:دارالمعرفة، 1379هـ) 443/2

Alʿasqalānī,Aḥmad bin ʿalī bin Ḥadjar, *Fataḥ-ul-bārī sharaḥ Ṣaḥīḥ albukhārī*(berūt:dār-ul-mʿarafah, 1379ad) vol:2,p:443

[20] مسلم بن الحجاج،صحيح مسلم ،الرقم:2448

Muslim bin Alḥdjdjādj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, No:2448

[21] مسلم بن الحجاج،صحيح مسلم ،الرقم:2256

Muslim bin Alḥdjdjādj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, No:2256

[22] ابنِ ماجه،سنن ابن ماجه ،الرقم:2811

Ibn e Mādjah, *Sunan ibn e Mādjah*, No:2811

[23] ابوداؤد،سنن ابى داؤد،الرقم:2578

Abū Dāūd, *Sunan abī Dāūd*, No:2578

[24] احمدبن محمدبن حنبل،مسندالامام احمدبن حنبل(م ن:مؤسسة الرسالة،1421هـ) 43/313،الرقم:26277

Aḥmad bin Muḥammad bin Ḥambal,*Musnad alimām Aḥmad bin Ḥambal*(NP:muassisat-ur-risālah, 1421ad)vol:43, p:313, No:26277

[25] البخارى،صحيح البخارى ،الرقم:5199

Abukhārī, *Ṣaḥīḥ albukhārī*, No:5199

[26] البخاری،صحیح البخاری ،الرقم:6412

Albukhārī, *Ṣaḥīḥ albukhārī*, No:6412

[27] Retrieved from: https:// womenssportsfoundation.org.,Dated july28,2021.at05:45PM

[28] Discrimination against women and girls in sport, Retrieved from: https://pace.coent, Dated july29,2021.,at2:15PM

[29] ابن عابدین،محمدامین بن عمر،ردالمحتارعلی الدرالمختار(بیروت:دارالفکر،1412ھ) 404/6

Ibn e ʿābidīn,Muḥammad Amīn bin Umar,*radd-ul-muḥtār alā-ad-durrulmukhtār*(berūt:dār ul-fikar, 1412ad) vol:6, p:404

[30] ابن ماجه،سنن ابن ماجه ،الرقم:2811

Ibn e Mādjah,*Sunan ibn e Mādjah*, No:2811

[31] الملا القاری،مرقاۃالمفاتیح شرح مشکاۃالمصابیح،2503/6

Almullā ʿAlī Qārī,*Mirqāt-ul-mafātīh sharaḥ Mishkāt-ul-maṣābīḥ*,vol:6,p:2503

[32] مودودی،ابوالاعلیٰ،سید،اسلامی تہذیب اوراس کے اصول ومبادی(لاہور:اسلامک پبلیکیشنز(پرائیویٹ)لمیٹڈ،س ن)99،100

Mawdūdī,abu-ul-ʿalā,sayyad,*Islāmī Tahdhīb awr us kay Uṣūl o Mubādī*(Lahore:Islamic publications(private) limited,ND)p:99,100

[33] ابن حجر،فتح الباری شرح صحیح البخاری،91/11

Ibn e Ḥadjar, *Fataḥ-ul-bārī sharaḥ Ṣaḥīḥ albuhkhārī*, vol:11, p:91

[34] مفتی محمد شفیع،معارف القرآن(کراچی:ادارۃالمعارف،2001ء)23/7

Muftī Muḥammad Shafīʿ,*Mʿārif-ul-Qurān*(karachi:idāra-tul-mʿārif,2001)vol:7,p:23